انتظام ممکن نہیں اور شاہی قیدیوں کو کہیں بھیجنا اس وقت تک قرین مصلحت نہیں معلوم ہوتا جب تک ان کی اقامت کا معقول انتظام نہ کر دیا جائے۔

۸۔ اس ضمن میں یہ بتا دینا بھی مناسب ہوگا کہ ان چار قیدیوں کے ساتھ گیارہ اور آدمی بھی ہیں یہ ان پچیس افراد میں سے ہیں جو دہلی سے ہمراہ آئے تھے۔ ان میں سے دو ملازمین احمد بیگ اور عبدالرحمن کے علاوہ باقی لوگوں کو شاہی قیدیوں کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی گئی ہے جس کی وجوہات لفٹنٹ اومانی کے خط میں مذکور ہیں۔ یہ سب لوگ مشاہیر قیدیوں کے ساتھ جانے پر رضامند ہیں۔ اگرچہ ان کو یہ صاف طور پر بتا دیا گیا ہے کہ قیدیوں کے ساتھ رہنے کی صورت میں ان پر وہ سب پابندیاں عاید ہونگی جو اسیروں کیلئے ضروری سمجھی جائینگی۔

۹۔ اب صرف یہ بتانا باقی رہ گیا ہے کہ تمام قیدی اور ان کے ساتھی آج صبح الہ آباد سے مرزا پور روانہ ہو گئے ہیں یہ لوگ فوجی دستوں کی حراست میں ہیں۔ مرزا پور پہ کشتی ان کی منتظر ہے۔ ان کو سمندر کی طرف سے دریائے گنگی بھیجدیا جائے گا جہاں سے وہ جہاز میں سوار ہوں گے۔ سابق بادشاہ کی کبرسنی اور ضعف کی بنا پر احتیاطاً ایک ڈاکٹر بھی ان کے ہمراہ کر دیا گیا ہے جو دریائے ہگلی کے سفر میں ان کی دیکھ بھال کریگا۔ صدر مجلس مشاورت نے یہ بھی انتظام کر دیا ہے کہ ایک ڈاکٹر بحری جہاز پر تعینات کر دیا جائے جو قیدیوں کو رنگون تک پہنچاویگا۔

کی گئی تھی کہ وہ ملکہ معظمہ کی حکومت کی طرف سے کیپ کالونی کے گورنر کے نام ضروری ہدایات ارسال کر دیں تاکہ قانونی طور پر گورنر بہادر شاہ کو اپنی حراست میں رکھ سکے۔

۵۔ مزید غور کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ تجویز قابل عمل نہیں ہے۔ اول تو اس انتظام کیخلاف قانونی اعتراضات کا سخت امکان ہے۔ دوسرے بادشاہ کی کبر سنی اور ضعف کی وجہ سے اس میں بھی شک ہے کہ وہ اتنی طویل بحری مسافت کی صعوبتوں کو برداشت کر سکیں گے۔ کیونکہ دوران سفر میں خراب موسم کا بھی مقابلہ کرنا پڑے گا۔

۶۔ یہ امر آپ کے علم میں ہے کہ محمد بہادر شاہ کے معائنہ کیلئے ایک طبی کمیٹی مقرر کی گئی تھی تاکہ وہ سابق بادشاہ کی موجودہ صحت کے بارہ میں اظہار رائے کرے اور یہ بتلائے کہ ان کیلئے سمندر کا سفر کرنے اور صوبہ پیگو میں کسی مقام پر اقامت پذیر ہونے میں طبی نقطہ نظر سے کوئی اعتراض تو نہیں ہے۔ طبی رپورٹ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بہادر شاہ کو سمندر کے راستہ سے رنگون جانے اور وہاں سکونت اختیار کرنے میں کسی قسم کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ پیگو کی لطیف اور معتدل آب و ہوا اس سن رسیدہ قیدی کی صحت پر بہت اچھا اثر کریگی۔

۷۔ مندرجہ بالا وجوہ کی بنا پر ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ محمد بہادر شاہ۔ بیگم زینت محل اور ان کے بیٹوں کو رنگون روانہ کر دیا جائے۔ اور وہاں شاہی قیدی کی حیثیت سے نظر بند رکھا جائے۔ ہو سکتا ہے کہ بعد میں ان کو تنگھو کے مقام پر بھیجدیا جائے۔ یہ جگہ ایک غیر آباد حصہ میں آباد ہے اور آمد و رفت کے راستوں سے اتنا ہٹ کر واقع ہوا ہے کہ اگر ہندوستان سے کوئی شخص وہاں جانے کا قصد کرے تو حکام کی نظر سے مخفی نہیں رہ سکتا۔ قیدیوں پر بھی جو سخت پابندیاں رنگون جیسے آباد شہر میں لگانی ضروری ہیں ان میں وہاں کچھ کمی کیجا سکتی ہے۔ تونگھو اپنی آب و ہوا کی وجہ سے بھی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے یہاں پر برطانوی افواج کی چھاؤنی بھی ہے۔ موجودہ صورت میں اس مقام پر کسی جائے رہائش کا

ری کے اوائل کا واقعہ ہے، ان تعلقات کا یہ اثر ہوا کہ ان تاتاریوں نے جرمنی اور ماسکو ویا
Muiscovi) (موجودہ روس) کے ساتھ جنگوں میں پولینڈ کا ساتھ دیا۔

قبائل سیرا وردہ کی سلطنت جب چند خود مختار صوبوں میں بٹ گئی اور ان پر ایک ایک
ق الغان خان حکومت کرنے لگا۔ ان صوبوں میں قازان اور اسطرخان دو صوبے سب سے
ں حیثیت رکھتے تھے۔ اس وقت پولینڈ نے اپنے سیاسی تعلقات اسطرخان کے ساتھ قائم کرلئے
، اور جب ان کے صوبوں پر روسیوں نے تسلط جمالیا تو ٹرکی کے ساتھ مراسم قائم کرلئے۔

ہمارا فرض ہے کہ ان جنگوں کی طرف بھی خصوصیت کے ساتھ اشارہ کریں جو کبھی کبھی پولینڈ
عالم اسلامی کے درمیان رونما ہوجایا کرتی تھیں سچ پوچھئے تو جب ہم اس کا تصور کریں کہ دنیائے
لام اور پولینڈ کا تعلق چھ سو برس سے ہے تو یہ چند لڑائیاں اس طویل مدت کو دیکھتے ہوئے کچھ بھی
ں معلوم ہونگی، اس جگہ یہ چیز یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ لڑائیاں ہمیشہ کسی نہ کسی اجنبی طاقت کی
یہ دوانی کا نتیجہ ہوتی تھیں، اور پولینڈ کی قوم کے احساسات اور ان کی اپنی مصلحتیں کبھی اس کی
بت نہیں دیتی تھیں۔ آخری جنگ ڈھائی سو برس سے چھڑی ہے مگر اس کی وجہ سے عالم اسلام اور
بنڈ کے باشندوں کے دوستانہ تعلقات پر کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔

مسلمانوں کے ساتھ پولینڈ کی دوستانہ حکمت عملی کے خوش گوار اثرات رونما ہوئے، اور
وصیت کے ساتھ ٹرکی نے ہمیشہ آڑے وقت میں اس کا ساتھ دیا، چنانچہ اٹھارویں صدی میں
، پولینڈ پر زوال آنے لگا تھا تو صرف ٹرکی ہی کا دم تھا جس نے پولینڈ کی آزادی کو بچایا تھا اور
ی کی طرف سے روس سے سینہ سپر ہوکر خون کی گراں بہا قربانی پیش کی تھی اور جب پولینڈ کی تقسیم
ضیہ پیش آیا تھا اس وقت بھی تنہا ٹرکی ہی کی ذات تھی جس نے اس کے حصے بخرے کئے جانے کی
لفت کی تھی اور انھیں تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا، اس تقسیم کے بعد بہت سے پولینڈ کے باشندے

تلخیص و ترجمہ

پولینڈ کے مسلمان

"المستمع العربی" ج ۲ نمبر ۶ میں مسٹر ارسلان بویڈاوفیتش کے قلم سے مسلمانان پولینڈ پر ایک مفید مقالہ شائع ہوا ہے جس میں صاحب موصوف نے ان مسلمانوں کے تاریخی حالات قلمبند کئے ہیں، ہم ذیل میں اس کا تلخیص و ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

پولینڈ کے مسلمان ترک مغل نسل سے تعلق رکھتے ہیں، یہ چودہویں صدی عیسوی کے نصف آخر میں یہاں آکر آباد ہوئے تھے، اس وقت پولینڈ مشرقی یورپ میں سب سے بڑی مسیحی سلطنت تھی اور اس کا دامن بحر بالٹک سے بحر اسود اور دریائے وسچولا (Vistola) کے چشموں سے دریائے والگا (Walga) کے معاون دریاؤں تک وسیع تھا، ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ آباد تھے جو آپس میں نہایت رواداری سے رہتے تھے، مغرب میں جرمنی سے پولینڈ کی ہمیشہ کشمکش رہتی تھی، جرمنی کی توجہ اسی وقت سے اپنی روایتی سیاسی حکمت عملی کو عمل میں لانے خصوصاً مشرق کی طرف فتوحات وسیع کرنے پر مرکوز رہی ہے، مشرقی جانب سے پولینڈ پر ماسکو کی حکومت کا دباؤ رہتا تھا، یہ حکومت قبائل سیراوردہ[1] کی تھی جو مغل نسل سے تعلق رکھتے تھے، کسی زمانہ میں یہ ایک مستحکم حکومت تھی، اس کا بانی چنگیز خاں کا پوتا باتو خاں تھا۔

پولینڈ نے جب مشرق اور مغرب دونوں سمتوں سے اپنا استحکام کرلیا اور اسے کوئی خدشہ نہ رہا، تو اس نے قبائل سیراوردہ کی طرف دوستانہ تعلقات قائم کرنے کیلئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ چودھویں صدی کے

[1] معارف میں اکتوبر ۴۱ء سے قبائل سیراوردہ پر مولوی عنایت اللہ صاحب بی۔ اے دہلوی کا ایک بسیط مضمون شائع ہو رہا ہے۔